عیدالفطر





مسائل اور فضائل

فضائل ومسائل عیدالفطر

حقیقی عید

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اس زمانے میں مدینہ والوں کے دو دن تھے جن میں وہ خوشیاں مناتے اور کھیلتے تھے۔آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا یہ دو دن کیسے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ان ایام میں ہم لوگ اپنے عہدِ جہالت میں خوشیاں مناتے اور کھیلتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خداوند تعالٰی نے تمھارے ان دو دنوں کو بہترین دنوں میں تبدیل کر دیا ہے یعنی عیدِ قربان اور عید الفطر کے دنوں میں۔(ابوداؤد)

اس حدیثِ مبارکہ سے پتہ چلا کہ حقیقی عیدیں مسلمانوں کی صرف دو ہیں عیدِ قربان اور عید الفطر ایک مبارک مہینے کے روزے رکھنے والوں کے لئے اللہ ربُ العزت کا انعام ہے اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے''۔

عید کا تصور

ہر قوم اور ہر مذہب میں عید کا تصور موجود ہے مدینے میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی آمد سے قبل ''نوروز'' اور ''مہرگان'' دو تہوار منائے جاتے تھے۔اسلام سے قبل سابقہ انبیاء علیہم السلام کی امتیں بھی عید منایا کرتی تھیں۔مثلاً

۱۔حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد اس دن عید منایا کرتی تھی جس دن اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تھی۔

۲۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت میں اس دن عید منائی جاتی تھی جس روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ سے نجات ملی تھی۔

۳۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بھی عید مناتی تھی۔

۴۔حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اس روز عید مناتی تھی جس دن آپ نے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی تھی۔

۵۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم اس روز عید مناتی تھی جس روز آسمان سے مائدہ نازل ہوا تھا۔

غرض یہ کہ عید کا تصور ہر دور میں، ہر قوم میں اور ہر مذہب میں موجود ہے لیکن عید کا جتنا پاکیزہ تصور اسلام میں موجود ہے اور کہیں نہیں۔رمضان المبارک کے روزوں اور عبادات کا صلہ عید الفطر ہے عید کے دن اللہ ربُ العزت فرشتوں سے خطاب کرتا ہے کہ اے میرے فرشتو!!! اُس مزدور کا کیا صلہ ہے جو اپنی محنت کا پورا پورا حق ادا کر چکا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ''اے ہمارے رب! اس کا صلہ تو یہی ہے کہ اس کی محنت کا پورا پورا معاوضہ دیا جائے''۔اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے ''فرشتو!!! میں تمھیں گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے رمضان میں روزے رکھنے والوں اور تراویح اور نوافل میں قیام کرنے والوں کا ثواب اپنی رضامندی اور مغفرت کو قرار دیا ہے انھوں نے میرا فرض ادا کر دیا ہے اور پھر نمازِ عید اور تکبیر کے شوق میں کلماتِ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اپنے گھروں سے عید گاہ کا رُخ کرتے ہیں لہٰذا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں ان کی خطاؤں کو درگزر کروں گا اور ان کی ستر پوشی بھی کروں گا ان کے حق میں ان کی دعائیں بھی قبول کروں گا''۔

عید کا تحفہ

عید الفطر رمضان المبارک کے روزوں اور عبادات کے صلے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ایک تحفہ ہے اور عید کا تحفہ یہ ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے راضی ہو جاتا ہے ان کے گناہ بخش دیتا ہے ان کی ستر پوشی کرتا ہے اور ان کی دعائیں قبول کرتا ہے اور جب اس کے نیک بندے نمازِ عید سے فارغ ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے یوں خطاب فرماتا ہے ''بندو!!! واپس جاؤ میں نے تمھیں بخش دیا اور تمہاری بدیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا''۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ''لوگ اپنے گھروں کو اس حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کے گناہوں کی معافی کا اعلان عام کر دیا جاتا ہے''۔ جب عید کا دن آتا ہے تو فرشتے راستے کے دہانوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پکار پکار کر کہتے ہیں کہ ''اے مسلمانو!!! سویرے سویرے اپنے رب کی طرف چلو جو بہت بڑا منعم اور ذمہ ہے اس نے تم کو قیام اللیل نمازِ تراویح کا حکم دیا تھا جس کو تم نے بجالا کر اپنے رب کی اطاعت کا حق ادا کر دیا اور انعام کے لئے آگے بڑھو''۔

عید الفطر صحابہ کرام کی نظر میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الضحیٰ کو ذکرِ الٰہی، حمد و ثناء اور عظمت و پاکیزگی کے بیان سے زینت دو۔ ایک اور موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن اللہ تعالیٰ زمین پر رحمت کی نظر ڈالتے ہیں تم کو چاہئیے کہ ان دنوں میں گھر سے باہر نکلا کرو تا کہ خدا کی رحمت کا نفع تم کو حاصل ہو''۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہماری عید اس دن ہے جس دن ہم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو''۔ اس سے معلوم ہوا کہ عید کے روز ہمیں بطورِ خاص گناہ کی باتوں سے دور رہنا چاہئیے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''عید کے روز یعنی شوال کی پہلی تاریخ کو روزے سے نہ ہو عید کے روز کھاؤ، پیو اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو''۔ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''یہ خوشی اور زینت کا دن اس کے لئے ہے جس کا روزہ قبول ہو''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''مومن کی پانچ عیدیں ہوتی ہیں:

اوّل	:	جس دن وہ گناہوں سے محفوظ رہے۔
دوم	:	جس دن وہ ایمان سلامت لے جائے۔
سوم	:	جس دن وہ پل صراط سے سلامتی سے گزر جائے۔
چہارم	:	جس دن وہ جنت میں داخل ہو جائے۔
پنجم	:	جس دن اسے پروردگار کا دیدار نصیب ہو۔

ایک اور مقام پر حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو ''شخص حصولِ ثواب کی نیت سے عید الفطر اور عید الضحیٰ کی راتوں میں شب بیداری کرے گا تو جس دن دلوں پر موت طاری ہو گی اس کا دل زندہ رہے گا''۔

احکامِ عید الفطر

بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عید الفطر اور عیدِ قربان کے روز حضور اکرم ﷺ گھر سے نکل کر عید گاہ کی طرف جاتے تو سب سے پہلے نماز شروع فرماتے پھر نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ خطبہ دیتے۔ عید کا خطبہ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد دیا جاتا ہے یہ جمعہ کے برعکس ہے جمعہ میں خطیب نماز سے پہلے اور عیدین میں نماز کے بعد ہوتا ہے۔
عید گاہ میں نماز سے قبل یا بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔

عید الفطر کے روز کچھ کھا پی کر گھر سے جانا چاہیئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عید الفطر کے دن جب تک رسول اللہ ﷺ چند کھجوریں نہ کھا لیتے عید گاہ تشریف نہ لاتے اور آپ طاق کھجوریں کھاتے مثلاً ۳۔۵۔۷۔ (بخاری و مسلم) عید گاہ آنے جانے کے راستے مختلف رکھے جائیں بخاری شریف کی حدیث ہے جس کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں۔ عید کے روز رسولِ اکرم ﷺ دو مختلف راستوں سے آتے جاتے تھے۔

عید کے دن یہ امور مستحب ہیں:

غسل کرنا، اچھے کپڑے حسبِ استطاعت پہنا، خوشبو لگانا، نماز سے پہلے کھجوریں یا کوئی میٹھی چیز کھانا، نمازِ عید کے لئے جاتے ہوئے تکبیر پڑھنا جو پہلے صفحے پر درج ہے۔
نمازِ عید سے پہلے نمازِ نفل مطلقاً مکروہ ہے نہ گھر میں پڑھے نہ عید گاہ میں اور نماز ادا کرنے کے بعد صرف عید گاہ میں پڑھنا مکروہ ہے۔ نمازِ عید کے بعد ایک دوسرے کو مبارکباد دینا اور آپس میں معانقہ کرنا کہ اس سے دلوں میں محبت بڑھتی ہے اس دن خوب خوشیاں مناؤ ایک دوسرے کو تحائف دو لیکن برے کاموں اور گناہوں سے بچے رہو۔

صدقۂ فطر کے فضائل

۱۔ حضور اکرم ﷺ نے صدقۂ فطر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "رمضان کے روزے آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں یعنی آسمان کی طرف نہیں اُٹھائے جاتے مگر صدقۂ فطر کے بعد"۔
۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے روزہ دار کو بے ہودہ اور فحش باتوں سے پاک کرنے کے لئے اور فقراء و مساکین کو کھلانے کے واسطے صدقۂ فطر لازم کیا ہے لہٰذا جو شخص اس کو نمازِ عید سے پہلے ادا کرے گا تو صدقہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول اور پسندیدہ صدقہ ہوگا اور جو نمازِ عید کے بعد ادا کرے گا تو وہ دوسرے صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے یعنی اس کا ثواب دوسرے صدقوں کے برابر ہے۔ (الترغیب والترجیب ج ۲ ص ۹۱)
۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر ایک صاع مقرر فرمایا ہے کھجور سے یا ایک صاع سے (صاع ہمارے یہاں وزن کے حساب سے ساڑے تین سیر کا ہوتا ہے) ہر مسلمان مرد و عورت چھوٹے بڑے آزاد اور غلام پر حکم فرمایا ہے کہ وہ نمازِ عید سے پہلے کیا جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ صدقۂ فطر عید کے ایک دن یا دو دن سے

پہلے ادا فرماتے تھے۔ (صحاح ستہ بلفظ البخاری بحوالہ جمع الفوائد ج ا ص ۱۴۵)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ (صدقۂ فطر) ایک صاع گیہوں کا دو شخصوں کی طرف سے چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت سب کی طرف سے نصف صاع ہے"۔ یعنی پونے دو سیر گندم ہے پس معلوم ہوا کہ صدقۂ فطر کی مقدار پونے دو سیر ہے۔

تم میں سے جو غنی ہے اللہ تعالیٰ اس کو پاک کر دیتا ہے اور تم میں سے جو فقیر ہے اور پھر بھی فطرہ ادا کرے تو اس نے جو کچھ دیا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ اس کو عطا فرما دیتا ہے۔ (روایت ابوداؤد)

۴۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "صدقۂ فطر روزوں میں لغو حرکات یا زبان سے نکلی ہوئی بے ہودہ باتوں کی تلافی کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذریعے مسکینوں کی شکم سیری کا ذریعہ بھی ہوتا ہے"۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے رمضان کے آخری دن میں فرمایا "تم اپنے روزوں کا صدقۂ فطر ادا کیا کرو" اس کے بعد اس کی مقدار ظاہر کرتے ہوئے فرمایا "صدقۂ فطر ایک صاع جو یا چھوہارے یا کشمش اور آدھا صاع گندم ہے اور یہ ہر چھوٹے بڑے پر ہے"۔

ان احادیثِ مبارکہ سے صدقۂ فطر کی فضیلت واہمیت واضح ہو جاتی ہے کہ جب تک صدقۂ فطر ادا نہیں کیا جاتا اس وقت تک مومن کے روزے آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتے ہیں اور جب یہ ادا کر دیا جاتا ہے تو پھر روزے بارگاہِ خداوندی میں قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔

صدقۂ فطر کے مسائل

توضیحات احادیثِ پاک کی روشنی میں

فقہائے کرام نے صدقۂ فطر کے لئے جو احکام ومسائل مرتب فرمائے ہیں ان میں سے چند مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حدیثِ پاک میں چار چیزیں صدقۂ فطر کی ادائیگی میں معیار قرار دی گئی ہیں۔

۱۔ گندم ۲۔ جَو ۳۔ چھوہارے ۴۔ کشمش

۱۔ گندم نصف صاع باقی تینوں اشیاء ایک صاع ادا کی جائیں گی یہ اجناس سالم ادا کی جائیں یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت جو بھی بنتی ہو صدقہ کی رقم اس کے اعتبار سے دے دی جائے اور مفتی بہ قول کے بموجب محتاجین کی رعایت وسہولت کی خاطر قیمت ادا کرنا افضل ہے۔

۲۔ جو لوگ زیادہ زکوٰۃ لینے کے حقدار ہیں وہی صدقۂ فطر لینے کے بھی مستحق ہیں کسی ایک مسکین کو بہت سے لوگوں کا صدقۂ فطر دیا جائے یا بہت سے مسکینوں کو ایک کا صدقہ دیا جائے یہ جائز ہے۔

۳۔ جس پر قربانی واجب ہوتی ہے اس پر صدقۂ فطر بھی واجب ہوتا ہے ضروری نہیں کہ یہ شخص صاحبِ نصاب زکوٰۃ ہو اگر یہ مساوی صاحبِ نصاب ہے پھر بھی اسے صدقۂ فطر دینا ہوگا۔

۴۔ بیوی و بڑی عمر کی اولاد کا صدقۂ فطر دینا شوہر یا اس کے باپ پر لازم نہیں ہے اگر کوئی شخص استحساناً ان کا صدقہ دے دے تو ادا

ہو جائے گا۔(ہدایہ)

۵۔صدقۂ فطر سے کسی کی تنخواہ نہیں دی جاسکتی، کسی میت کی تجہیز و تکفین نہیں کی جاسکتی، کسی مسجد کی تعمیر نہیں کی جاسکتی، مسجد کے موذن یا امام کو ملازمت کے معاوضہ میں بھی صدقۂ فطر ادا نہیں کیا جاسکتا۔اسی طرح مدرسے کے معلم کا معاوضہ صدقہ فطر سے دینا بھی جائز نہیں ہے اور نہ ہی صدقۂ فطر سادات کو دیا جاسکتا ہے۔

۶۔فقیروں، مسکینوں، قرضداروں، متعلمین، مسافر، مجاہدین، بیوائیں، یتیم بچے بچیاں جو سید نہ ہوں وہ صدقۂ فطر کے شرعاً مستحق ہیں رشتہ داروں میں غریب و مفلس، بہن بھائی، بھتیجے بھتیجیاں، بھانجے بھانجیاں، اور اپنے غریب سسرالی رشتہ داروں کو بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۷۔افضل یہ ہے کہ صدقۂ فطر نماز عید سے پہلے ادا کیا جائے اگر غریب رشتہ دار دور رہتے ہوں اور نماز عید سے پہلے ممکن نہ ہو تو نماز کے بعد بھی ادا کیا جاسکتا ہے مگر زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔

۸۔غریب رشتہ داروں کے بعد غریب اہلِ وطن پردیسی لوگوں کے مقابلے میں زیادہ حقدار ہیں۔

۹۔چونکہ صدقۂ فطر کی ادائیگی عید کی صبح صادق نمودار ہونے پر موقوف ہے اس لئے عید کی رات کوئی بچہ پیدا ہوا ہو تو اس کا صدقۂ فطر بھی واجب ہو جائے گا اس کے برعکس کوئی شخص عید کی رات میں فوت ہو جائے تو اس کا صدقۂ فطر ساقط ہو جائے گا اسی طرح کوئی شخص عید کی شب اسلام لے آئے تو اسے صدقہ فطر ادا کرنا ہوگا۔

۱۰۔شیخ فانی جو طاقت سلب ہو جانے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور رہا اور ہر روزہ کے عوض اُس نے فدیہ بھی دے دیا پھر بھی اُسے صدقۂ فطر دینا ہوگا۔(فتاویٰ عالمگیری ص ۹۸)

۱۱۔کوئی شخص بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا ہو یا کسی حاملہ یا مریضہ نے رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں پھر بھی انہیں اپنا صدقۂ فطر ادا کرنا ہوگا۔

۱۲۔اگر کسی پر صدقۂ فطر واجب ہوا اور وہ فوت ہو جائے تو اس کے مال میں بلا اجازتِ ورثہ کو صدقۂ فطر دینا درست نہیں ورثہ اگر اجازت دے دیں تو صدقہ ادا کر دیا جائے گا۔

۱۳۔کسی نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ اس کے مال میں سے صدقۂ فطر یا قسم توڑنے کا کفارہ یا فلاں نذر جو اس نے مانی تھی ادا کر دی جائے تو فقہ حنفیہ کی رو سے اس کے تہائی مال میں سے ادا کی جاسکتی ہے۔اس سے زائد مال میں سے نہیں کی جاسکتی۔

۱۴۔صدقۂ فطر کے مسئلے میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت یا سامانِ غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیز حاجتِ اصلیہ سے زائد ہوں۔

۱۵۔صدقۂ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں اگر کسی عذر مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔(بہارِ شریعت)

یہ صدقۂ فطر کے وہ مسائل ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ

صدقۂ فطر اسی چیز کا ہو جو آپ خود استعمال کرتے ہیں مثلاً آٹا، گیہوں جو آپ خود استعمال کرتے ہیں اس کے معیار کے مطابق پونے دو سیر کی قیمت ادا کی جائے گی اگر آپ راشن کا آٹا استعمال کرتے ہیں تو اس کی قیمت ادا کریں لیکن اگر آپ کوئی خصوصی انتظام کرتے ہیں تو پھر بھی اس کے مطابق فطرہ ادا کرنا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی (صدقہ میں) اعلیٰ، عمدہ اور معیاری چیز حسبِ توفیق دینی چاہیئے تا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو اور ہمارے صدقہ کو قبول فرمالے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو رسول اکرم ﷺ کی سنتِ مطہرہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نمازِ عید الفطر

عید کی نماز کی نیت یوں کرے نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز عید الفطر واجب مع چھ زائد تکبیروں کے واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف پیچھے اس امام کے اللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کے بعد امام کے ساتھ تین تکبیریں کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر کہے پہلے دو مرتبہ میں ہاتھ چھوڑ دے تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے پھر دوسری رکعت میں امام کے ساتھ رکوع میں جانے سے پہلے تین تکبیریں اسی طرح کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر کہے اور ہر بار ہاتھ چھوڑ دے چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے باقی نماز حسبِ دستور ہے۔

شش عید کے روزے

حدیث شریف میں ہے کہ ''جو شخص عید کے بعد چھ روزے رکھے تو یوں سمجھے کہ جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے''۔ ان روزوں میں یہ اختیار ہے کہ روزہ دار چاہے تو ایک کے بعد دوسرا پے در پے رکھ لے اور چاہے تو درمیان میں دن چھوڑ کر روزے اسی ماہ میں مکمل کرلے۔

روزہ

فضیلت اور برکت اور سعادت ہے یہ روزوں کی
مغفرت ظاہر و باطن کی زائل ان سے ہوتی ہے
گناہوں کے لئے رکھتے ہیں روزے ڈھال کا درجہ
مسرت ظاہر و باطن کی حاصل ان سے ہوتی ہے